قیمت سالانہ تین روپیہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۶ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۲۴ مئی ۱۹۱۸ع | نمبر ۲۱

گلدستۂ اخبار

ہفتہ مختتمہ ۴ مئی میں نارتھ ویسٹرن ریلوے کی آمدنی ۲۵۷۰۰۰۰ روپیہ تھی۔

۱۴ تاریخ کو کپورتھلہ میں جنگی قرضہ کی وصول کی میٹنگ ہوئی جس میں ۴۰ ہزار روپیہ کا وعدہ کیا گیا

گذشتہ جمعہ کو حیدر آباد میں ۱۲۰ درجہ کی گرمی تھی

مہاراجہ کپورتھلہ نے انڈین وار لون میں ۲ لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

سینٹ جانس کالج آگرہ کے پروفیسر ال صادق ایم۔ اے کے امتحان میں تمام الہ آباد یونیورسٹی میں سب سے اول نکلے۔

مہاراجہ نانگر نے گورنمنٹ کو ۵۰ اونٹ دیئے

۲۶ تاریخ کی رات کو دلہوزی کے بڑے بازار میں آگ لگ گئی جس سے دونوں طرف کی دوکانیں جل گئیں نقصان سخت ہوا

ماہ اپریل میں لندن کی برآمد ۴۲۰۲۰۰۰ پونڈ اور درآمد میں ۳۵۳۰۰۰۶۶۷ پونڈ کا اضافہ ہوا۔

مارچ اور اپریل میں فرانسیسیوں نے دشمن کے ۳۳۳ جہاز تباہ کئے اور دشمن نے فرانسیسیوں کے ۹۶ جہاز برباد کر دیئے

جرمنی ہوائی جہازوں کے حملہ کی کثرت کی کے سبب سے جرمن جنرل شان میں بیقراری پھیل رہی ہے

پنجاب میں حفاظتی فوج کے متعلق کام بڑے زور شور سے شروع ہوگیا ہے

جرمنی میں جرمن قیدیوں کے ساتھ بڑی بدسلوکی ہو رہی ہے

حال ہی میں ۱۰ تاریخ کو جرمن کی ایک کشتی نے دوستنڈ پر گولہ باری کی مگر ناکام رہی۔

آسٹریلیا میں رنگروٹ کثرت اور سرعت کے ساتھ بھرتی ہو رہے ہیں۔

تخمینہ لگایا گیا ہے کہ مغرب میں اس وقت جرمن کے ۲۰۴ ڈویژن اور ۴۸ ڈویژن ریزرو میں یعنی کل ۱۰ لاکھ آدمی کی طاقت موجود ہے۔

مغربی میدان جنگ میں دشمن کا یہ منشا بتایا جاتا ہے کہ ایمنز کو دور اور سے ایمنز کلیرمونٹ ریلوے کاٹ ڈالے اور مضافات پیرس کو بجلد

پیرس کے ایک اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ اگر جرمن کا یہ مطالبہ ہوگیا تو وہ کوشش کریگا کہ کل شمالی فرانس خالی کروائے اور دریائے سوم کے دہانہ سے یکرنواں تک نیا محاذ قائم کرے۔

جرمن نے جارحانہ حملے کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہے جسقدر دیر کرتا ہے اسیقدر زیادہ فوج کرتگا

تار برقیات

لندن ۱۹ مئی۔ واشنگٹن سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے افسراں اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ مشرق بعید میں امن قائم رکھنے اور جرمن کو ادھر گھس جانے سے روکنے کے لئے دول متحدہ اور چین اور جاپان کے درمیان انتظام کئے جانے کی بابت سرکاری تصدیقات موصول ہو رہی ہیں۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹیں اس امر پر روشنی ڈال رہی ہیں کہ جرمنی کے بعید مشرق میں گھس جانے کے خلاف اثنائے جنگ میں جاپان اور چین نے اس بات کا معاہدہ کر لیا ہے کہ وہ صرف مدافعت ہی کرتے رہیں گے۔ ڈیپارٹمنٹ اس امر کا یقین نہیں کرتا کہ اس کا کوئی براہ راست تعلق ریاستہائے متحدہ امریکہ سے ہے جس میں بجنسہ یہ امر ملحوظ ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی بعید مشرق کی پالیسی میں کوئی فرق آئیگا۔ لیکن مناسب طور پر اس کی اس وقت نظر ثانی بھی ہو سکتی ہے۔ اگر جاپان اور چین آئندہ اس امر کو ضروری سمجھیں کہ ان کو اپنی تجویز کے کمال تک پہنچانے میں امریکہ یا دول متحدہ کی امداد طلب کرنا ضروری ہے۔

روسی شاہی خاندان اسیری میں

لندن ۱۸ مئی۔ سٹاکہالم۔ برلن کا ایک مظہر ہے کہ روس کی ڈواگر ملکہ اور گرانڈ ڈیوکس نیکولس اور پیٹر نیکولائیوچ کرائمیا میں نظر بند ہیں۔ گرانڈ ڈیوکس باغبانی کا کام کر رہے ہیں اور گرانڈ ڈچز اولگا اور کنیز کا گھر بار کا کام کرتی ہیں۔ نیکولس بچوں کا ایک مدرسے میں پڑھاتا ہے۔ ان سب کو سپاہیانہ خوراک ملتی ہے۔

میسوپوٹامیہ میں پیشقدمی

بغداد ۲۰ مئی۔ رائٹر کا نامہ نگار متعینہ میسوپوٹامیہ ۱۱ مئی کی ایک خبر میں جو وہ الطوم کپری سڑک پر کے ایک فوجی پڑاؤ پر سے بھیجتا ہے۔ کہتا ہے کہ کل دوپہر کو ہمارے ہراول کے دستے نے دیکھا کہ دشمن شمال الطوم کپری میں سڑک کے دونوں جانب خندقی مورچہ کو توپخانوں اور مشین توپوں کی امداد کے ساتھ روکے ہوئے پڑا ہے۔ اس مورچہ کی پس پشت کی زمین اونچی تھی جو آتشباری اور مشاہدہ کے لئے بڑی عمدہ تھی۔ یہ مورچہ ایک چوڑے [illegible] ندی پر سے ان کے مقابل میں تھا جس سے ہمیں عبور کرنا تھا۔ اس کے آگے کی خندقی وہ منحرف نالی تھی جس کے دونوں نقاط دریائے ذاب خورد کے اوپر تھے۔ اور وہاں سے گذر کر دریائے مذکور کے دہنے کنارہ پر سے پرے پہاڑیوں پر چلا گیا تھا جس کے سبب سے گھوم کر آنا ناممکن ہو گیا تھا۔ سہ پہر کو ہمارا رسالہ دونوں بازوؤں پر ٹوٹ پڑا اور ہمارا توپخانہ سامنے سے دشمن پر گولہ باری کرتا رہا اور دریا کے پار متواتر پیچھے ہٹتے جانے پر مجبور ہو گیا۔ رات ہوتے ہوتے اس کی ایک ہی توپ چلتی ہوئی باقی رہ گئی۔ آج صبح کی تازہ ترین جاسوسیوں کی رپورٹوں سے ظاہر ہوا کہ دریائے ذاب خورد کا بایاں کنارہ دشمنوں سے پاک ہو گیا۔ اس جگہ میں سوار اور پیادہ چھبیس روز تک میدان رہے اور ان کو بڑی بڑی مشکلات اور تکلیفات کا سامنا کرنا پڑا۔ جن میں انہوں نے عمدگی کے ساتھ تمام مصائب کی برداشت کی۔ رسالہ کل ۱۸ گھنٹے باہر رہا اور ہر پرے پچاس میل تک پہنچے رہے۔

مغربی میدان

لندن ۱۸ مئی۔ ایک برطانوی مراسلہ مظہر ہے کہ گذشتہ رات ہم نے ویلیہ سرائمکر کی گرد و نواح میں مورلنکورٹ کے شمال مغرب میں چھوٹے چھوٹے معرکوں میں کامیابی حاصل کی۔ مورچے آگے بڑھا لئے قیدی اور مشین گن گرفتار کر لیں۔ ہم نے ہیبل کے نواح میں البرٹ کے شمال مغرب میں ایک کامیاب یورش کی۔ بیتھون کے شمال مشرق میں ہم نے دشمن کی ایک یورش کو پسپا کر دیا۔

لندن ۱۸ مئی۔ بعد کی خبر ہے کہ ہم نے آسٹریلیا نے دن کے وقت مورلنکورٹ کے قطعہ دائرہ میں اور ہیرلیخ کے جنوب میں کئی ایک کامیاب یورشیں کیں اور قیدیوں کی ایک تعداد اور دو کلدار توپیں لے لیں۔ پہلے معرکہ میں آسٹریلی فوجوں نے مورلنکورٹ کی مغرب کی جانب ایک یورش کی۔ اور ایک حصاری فوج کو حیران کر دیا۔ ۱۲۱۰ آدمی ایک مشین گن لے لی۔

جرمن کا آمادہ جارحانہ حملہ

لندن ۱۷ مئی۔ موجودہ فوجی حالت پر برٹش جنرل سٹاف کی رائیں حسب ذیل ہیں۔ مغربی محاذ پر چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں ہمارا پلہ بھاری رہا۔ یہ امر اطمینان بخش ہے کہ جہاں کہیں جرمن گھس آئے تھے وہاں وہاں سے وہ نکال دیئے گئے تھے۔ ہوائی جنگ میں بھی بڑی کامیابی رہی۔ ۸ سے ۱۰ مئی تک ہم نے دشمن کے ۱۸ جہاز نیچے اتار لئے۔ ہمارے ۱۹ جہاز ضائع ہوئے۔ ہلکے ہلکے برٹش ٹینکوں (تالابوں) نے ۵۰۰ جرمنوں کو بیکار کر دیا اور پیدل بریگیڈ کے ساتھ ۲۲ اپریل کو بمقام ویلرز برٹینو نے پر ایک حملہ کیا ہمارے ۵ آدمی ہلاک یا زخمی ہوئے



ایڈیٹوریل نوٹس

خداوند ایک آفتاب ہے اور سپر ہے۔

یہ عبارت زبور ۸۴: ۱۱ میں پائی جاتی ہے۔ اور اُس میں صنعت استعارہ موجود ہے۔ خداوند یعنی مسیح مستعار لہ ہے۔ اور آفتاب اور سپر مستعار منہ ہیں۔ وجہ جامع مسیح اور آفتاب میں روشنی اور زندگی کا قوت کا بخشنا ہے۔ اور مسیح اور سپر میں وجہ جامع اپنے لوگوں کو دنیاوی دکھ اور مصیبت اور روحانی جنگ و جدل سے محفوظ کرنا ہے۔ میری اصطلاح میں مسیح آفتاب صداقت کہلاتا ہے۔ جو طبعی آفتاب کی مثل تمام مخلوقات میں زندگی اور خوبصورتی اور تغیر پیدا کرتا اور موسموں کی تبدیل کا باعث ہوتا ہے۔ اور خدا کے سال مقبول ہم تک پہنچا دیتا ہے۔ اور نظام نفسل یا فضل کی بادشاہی میں تمام باتوں کو از سرِ نو بحال کرکے ان میں زندگی اور نمو اور خوبصورتی از سرِ نو پیدا کرتا ہے۔ زندگی اور بقا کی نئی روشنی اُن لوگوں کو عطا کرتا ہے جو کسی وقت تاریکی اور موت کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مگر ایمان سے اس آفتاب صداقت کی قربت اور مصاحبت میں آگئے ہیں۔ اور کلیسیا کو آگاہی دیجاتی ہے کہ وہ اُس کو اس کے پر تجمل اور حقیقی شان میں قبول کرے۔

جب مسیح شخصی طور دنیا کا نور یہاں موجود نہیں ہے تو اس کی جسمانی غیر حاضری میں اسکا کلام ہمارے لئے نور اور حیات کا منبع اور مخرج ہے۔ جو چراغ اور روشنی سے استعارہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اُسکا کلام ہمارے پاؤں کے لئے چراغ اور ہماری راہ کی روشنی ہے۔ کلام کے الفاظ ایسے ہیں جیسے کہ تاریک مقامات میں جب روشنی چمکتی ہے تو تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ اور وہاں آدمی ہر شے کو خواہ وہ بھلی ہو خواہ بری بخوبی دیکھ سکتا ہے۔ اور ان چیزوں کے حسن و قبح مصلحت اور مضرت سے بخوبی واقف ہو کر مفید شئے کو پسند اور قبول کرتا اور مضر کو ناپسند اور رد کر دیتا ہے۔

آفتاب خدا کا استعارہ ہے

بائبل میں خدا کو اکثر آفتاب سے استعارہ دیا گیا ہے۔ اسی طرح تقریبیں واقعہ یونان میں بھی ایک آفتاب کی صورت بنی ہوئی ہے۔ جس کی تین کرنیں ہیں۔ اور یہ خدا کی علامت مانا جاتا ہے۔ آب آفتاب کی ایک کرن اس تصویر میں برف کے ایک سمندر پر پڑکر اُس کو پگھلا رہی ہے۔ دوسری کرن ایک چٹان پر پڑکر اُس کو پگھلا رہی ہے اور تیسری کرن ایک مردہ آدمی پر پڑے اور اُس میں زندگی ڈال رہی ہے۔ ان اُبلتی اور کھولتی ہوئی شدید مصائب اور تکلیفات کے اندر جو آج ہندوستان اور یورپ اور امریکہ میں اپنے پورے زور سے کام کر رہی ہیں ہم اس خیال کو اپنے اندر رکھیں کہ یہ عالم معہ اپنی جاندار اور بے جان بیشمار مخلوقات کے ساتھ اُس قادر مطلق ہستی کی حکومت اور انتظام کے ماتحت ہے۔ جسکا راست اور درست منصوبہ تقدیر مبرم ہو کر ظہور پذیر ہوگا اور کوئی اُس کی اس قدرت اور رضا کا مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کو پورا ہونے سے باز رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ آج بنی نوع انسان کے دل چٹان کی مثل سخت اور کرخت۔ ان کے خیالات اور ایمان سمندر کی لہروں کی مانند بے قرار اور بے قیام۔ اور وہ روحانی اور اخلاقی طور پر مادیت کی ہولناک اور مہلک زد سے مردہ ہو رہے ہیں۔

بائبل کے حق میں سابق مہاراجہ بڑاونکور کی رائے

امریکہ کی ایک ماہواری

مسیحی میگزین "ریکارڈ آف کرسچین ورک" بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۶ء ایک نوٹ میں رقمطراز ہے کہ سابق مہاراجہ بڑاونکور نے بائبل کے بارے میں یہ معنی خیز الفاظ لکھے۔ برٹش لوگ اپنا علم۔ دانائی۔ چستی و چالاکی اور قدرت کہاں سے پاتے ہیں؟ یہ اُن کی بائبل ہے جو یہ سب کچھ اُن کو دیتی ہے۔ اور اب وہ اُس کو ہمارے پاس لاتے ہیں ہماری زبان میں اُس کا ترجمہ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اسے لو۔ پڑھو۔ آزماؤ اور دیکھو کہ آیا یہ اچھی ہے۔ میں اس ایک بات کا قایل ہوں کہ خواہ جو چاہیں ہم اس کے ساتھ کریں خواہ اُس کی مخالفت کریں مسیحیوں کی بائبل ہی ہے جو جلد یا بدیر ہمارے ملک کو از سرِ نو پیدا کرے گی۔

بائبل کے بیانات پر قدیم مصری بناوٹ کے کاغذات وغیرہ کی شہادت

حضرت سکول کے مضمون میں ڈاکٹر کائیل نے مصر کے اُن قدیم کاغذات

کا بیان شایع کیا ہے۔ جو روس کے دارالخلافہ پیٹروگراڈ کے اہم گو لینشان حال میں مشتہر کئے ہیں۔ یہ پاپیرس کاغذات ابرہام سے کئی سو برس پیشتر کے جانتے جاتے ہیں اور ان میں فلسطین کے اُن شہروں کے نام پائے جاتے ہیں جنکا ذکر پیدایش کے عہدنامہ میں آیا ہے۔ اسی قسم کی فہرستیں شہر کرنگ میں تحوتمیس سوم کے مقبروں اور یادگار عمارتوں میں پائی جاتی ہیں مثلاً شاردن کنعان۔ یریحو۔ مجدو۔ مجادن۔ عزا وغیرہ جو اشیا ان مقامات سے برآمد ہوئی ہیں وہ تہذیب کی بہت ہی اعلیٰ حالت کا پتہ دیتی ہیں۔ اور ان نقادوں کے اس خیال کی بڑی زور سے تردید کرتی ہیں کہ ابراہیم اضحاق وغیرہ بزرگ یعنی اسرائیل کے بادشاہ جاہل خانہ بدوش تھے۔ مصر میں جو بزرگوں کے نام دریافت ہوئے ہیں اُن سے پہلے عہدنامہ کی تاریخ پر عجیب بغریب اور نئی روشنی پڑتی ہے۔ مصری مقبروں میں مردوں کے ساتھ پتھر کی چھوٹی چھوٹی تختیاں بھی مدفون پائی گئی ہیں۔ ان تختیوں پر یعقوب کا نام عموماً درج پایا جاتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ مصر کے بادشاہوں ہکساس کے باقیماندہ اشیا کے ساتھ ملتی ہیں یعقوب کا نام ہمیشہ مصری زبان میں یعقوب ئیر کے بیان ہوا ہے جو عبرانی زبان میں یعقوب ایل کا مترادف ہے۔ کیونکہ مصریوں کا دستور تھا کہ وہ کسی شخص کے نام کے ساتھ کسی دیوتا کا نام لگا کر لکھتے یا پڑھتے تھے۔ جس سے اُس دیوتا کے ذریعہ اس شخص کی حفاظت مقصود ہوتی تھی۔

خطوط کتابت کرتے وقت اپنا پتہ مقام وغیرہ صاف لکھا کریں ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

شیکاگو میں وائی ایم سی اے کی اُنیس منزلہ عمارت

امریکہ کے شہر شیکاگو میں وائی۔ ایم سی اے کی ایک اُنیس منزلہ عمارت ہے جو ۱۳ لاکھ ۵ ہزار ڈالر کی لاگت سے تیار کی گئی ہے۔ اور بطور ہوٹل کے کام دیتی ہے۔ اس میں ۱۸۲۱ کمرے ہیں جو ۳۰ سے ۵۰ سینٹ (سینٹ قریب آدھ آنہ کا سکہ) تک روزانہ قیمت دینا پڑتی ہے۔ اس عمارت کی تیاری میں ۲۶ آدمیوں نے عطیات دیئے ہیں۔ اور انہیں عطیات سے یہ عمارت تیار ہوئی ہے۔ ہر روز شام کے وقت عقب کے بڑے کمرے میں ضیافتیں ہوا کرتی ہیں۔ متحرک تصویروں کے ذریعہ لکچر دیئے جاتے ہیں۔ لوگوں کو ان کے اپنے اپنے گرجوں میں سنڈے سکولوں میں حاضر ہونے کی ہدایات دی جاتی ہیں۔ اور ہر طرح سے تعلیمی اور نسبانی امداد بھی دیجاتی ہے۔ کم از کم ۵۵ آدمی اس ہوٹل میں مستقل قیام رکھتے ہیں۔ جو آنے جانے والے مہمانوں کے درمیان کام کرتے اور کام میں مدد دیتے رہتے ہیں۔ شیکاگو میں یہ ہوٹل ان لوگوں کے لئے بہت مفید ہے جو دیگر بڑے بڑے ہوٹلوں کے اخراجات کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس ہوٹل کے افتتاحی رات میں ۱۴۰ آدمی درج رجسٹر ہوئے تھے۔ اور ساتویں رات کو چین سے لیکر تین کی ۲۳ ریاستوں اور ممالک کے ۱۴۰ ہم نشینان موجود تھے۔

ایک ہندوستانی مسیحی نوجوان کی شاندار کامیابی

ہمارے ناظرین پروفیسر ایل صادق صاحب پرنسپل سینٹ جانسن کالج آگرہ سے امید ہے کہ ضرور واقف ہونگے آپکا کلام نور افشاں میں اکثر چھپتا رہا ہے۔ آپ نے گزشتہ سال بی۔ اے کا امتحان فلسفہ میں الہ آباد یونیورسٹی سے دیا۔ جس میں وہ تمام یونیورسٹی میں اول درجہ پر پاس ہوئے۔ اور اب نہایت خوشی کی خبر ہے کہ انہوں نے ایم۔ اے کا امتحان فلسفہ میں بڑی کامیابی کے ساتھ پاس کیا۔ اور سب تمام صوبجات متحدہ میں اول نمبر رہے۔ اب آپکا ارادہ ہے کہ انگلستان جاکر اعلیٰ درجہ کی فلسفیانہ سٹڈی کر کے آکسفورڈ یونیورسٹی سے بی۔ ایس سی کی ڈگری لے کر واپس ہندوستان آئیں۔ ہم ہر ایک ہندوستانی نوجوان مسیحی کی اس شاندار کامیابی پر اپنی نہایت درجہ کی خوشی ظاہر کرتے ہیں۔ اور خداوند پر جس نے اسے یہ کامیابی اپنے عین فضل و رحمت سے عنایت فرمائی ہے فخر کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ وہی خداوند اب بھی ان کو اپنے ارادہ میں کامل اور بامراد کام کرے۔ نہ زور سے نہ قوت سے مگر خداوند کی روح سے۔ رب الافواج فرماتا ہے۔ یہ کامیابی ان کو حاصل ہوئی ہے۔ اور ہمیں پوری توقع ہے کہ آئندہ بھی اُسی کی مدد اور توفیق سے جو بالضرور اُن کے شامل حال ہر حالت میں رہیگی ان کو کامیابی ہوگی۔ اور ضرور ہوگی۔ اور یہ جوان جہاں تک ہمیں اُن کے کلام معجز نظام سے واقفیت ہے عشق الٰہی اور کامل بھروسے پر ہوتا ہے۔ معلوم ہے کہ اُسی خداوند ہی کے جلال کے لئے سب کچھ کر رہا ہے اور امید قوی ہے کہ جب یہ جوان اپنا تمام مطالعہ ختم کریگا تو عین موقعہ پر خداوند اُس کو اپنے نام کی بزرگی اور جلال کے لئے اپنی خدمت میں لیکر وہ کام سپرد کریگا جس کے وہ اُس کی نظر میں لائق اور مناسب اور موزوں ہوگا۔ ا ے



سبھی نوجوان ۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا

شری یت سوامی نربھیانند جی سے ہماری پراتھنا

سوامی جی! آپ کے منوہر اُدیش پر اپکاری اور ہمارے پوجنیہ شری سوامی شردھا نند جی کے سمپا اچارن کرنے والے جو دیا کھیان جو درپن انشان کے دوارے پرگٹ ہوتے رہتے ہیں اور جبکہ آپ ایسی پرودوار سے تھا میں اور اپنی مشن کے اُناپرکار کے سہ سکاریوں کے درمیان گھٹتے رہتے ہیں اُن سے ہمارے یا ٹھک گنوں کر بڑا ہی لابھ پراپت اور آپ سے اور آپ کی مشن سے بڑا ہت پیدا ہو گیا ہے ۔ ہم کو اور اُن کو آپ کے کھصیہ درشن اور آپ کے مکھار بند سے منوہر بچن سننے کی ابھیت چیشٹا اور ابھلاشا ہو رہی ہے ایک طرف آپ کے درشن کی چیشٹا ۔ اور دوسری طرف آپ کے درشن دینے کی پرتگیاؤں اور ان بیان پر جگمگاتے کے پورے نہ ہونے میں اتنی دیر اور آپ کی بے پروائی کا وہ عالم ہے کہ ہم سب کی بے صبری اور بیقراری بعض اوقات اس حد تک بڑھ جاتی ہے ۔ اور ہم نا امید ہو کر ایسا سوچنے لگ جاتے ہیں کہ شاید یہ ساری باتیں کہیں رنگ ترشنا ہی ماتر نہ ہوں اور کسی ہوشیار ایکٹر کا کوئی ایکٹ نہ ہو جو بہروپ بھرنے لز انشان کے سٹیج پر اپنا پارٹ کھیلتا اور دیکھنے والوں میں ایک لمحہ بھر کی خوشی اور جوش پیدا کر کے الوپ ہو جاتا ہے ۔ اسے کانگڑہ اسنیاسی مشن کے کھصیہ پر سے یہ گھونگٹ بہت جلد اُٹھے اور ہم ہندوستانی بھی اپنی اس سودیشی مشن کے سدر سیکھصیہ کا سپھل درشن کر کے آپس میں پرسن اتینت ادھکاری ہوں ۔ آپ نے جو اپنے

نکیوں میں جو دوسری جگہ اسی پرچہ میں چھاپا جاتا ہے یہ لکھا ہے کہ بے دولا رسے ۔ کبھی کبھی سنیاسی مشن کے آنند بھون (محفل خانہ عشق الٰہی) میں آیا کرو پھر دیکھو گے کہ ہماری مشن کے بالک ایسے ایسے گائن بولتے ہیں کہ جن سے پرتیک دھرم کی دھرم سپتا کسے ایشور ہی ایشور درشٹ پڑتا ہے ۔ کیا سوامی جی آپ کرپا کر کے بہت جلد بتا سکتے ہیں کہ آپ کا وہ آنند بھون کس شہر میں اور کس محلہ میں ہے ۔ اور کس طرح ہم وہاں تک پہونچ سکتے ہیں کیا لوردیانہ یا لاہور یا امرتسر میں آپ کا کوئی آنند بھون ہے ۔ اگر ہے تو اس کا پتہ دیں تاکہ ہم بھی اگر ہو سکے تو وہاں جا کر لابھ اٹھائیں ہمیں بڑی آشا ہے کہ مہاتما شری نربھیانند جی سچ مچ نربھیہ ہو کر ہماری اس بیکلی کو بہت دور کر دینگے ۔ ورنہ ہم سمجھ لیں گے کہ نربھیانند جی کو پرکاشت ہونے سے بھے لگتا ہے ۔ اور وہ نربھیہ نہیں ہیں ۔ اور جو نربھیہ سے آنند پیدا ہوتا ہے ۔ وہ بھی ان کو پراپت نہیں

یروشلیم کی آبادی

یروشلیم کی آبادی سنہ ۱۹۱۲ء میں ۰ ۷ ہزار آدمی کی تھی ۔ جن میں سے ۴۵ ہزار یہودی تھے ۔ اس وقت وہاں ۱۵ ہزار مسیحی آباد ہیں جن میں سے زیادہ تعداد یونانی کیتھولک کلیسیا کے ممبران کی ہے ۔ باقی ماندہ دس ہزار مسلمان ہیں ۔ یروشلیم کا انگریزوں کے ہاتھوں میں آ جانا یہودیوں اور مسیحیوں ہر دو کے لئے برکت کا باعث اور مسلمانوں کے لئے بڑے اطمینان اور خوشی کا موجب ہوا ہے ۔

یہاں اکثر مسلمان ملک عرب کے جنوب یا شرقی حصہ سے آ کر آباد ہوئے تھے ۔ یہ لوگ بڑے سیدھے بھولے اور گری ہوئی حالت میں نظر آتے ہیں ۔

یہودی لوگوں کا ایک گروہ وسطی روس اور یورپ سے آ کر یہاں آباد ہوا ہے ۔ یہ اکثر لمبے لمبے جُبے پہنتے ہیں اور ان کے بال لمبے ہوتے ہیں ۔ سنیچر کے روز جو ان کا سبت ہے یہ لوگ سوری رنگ کے مخملی اوور کوٹ پہنے ہوئے ادھر اُدھر پھرتے اور چہل قدمی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ ان اوور کوٹوں کی شکل ڈھیلے ڈھالے چوغوں یا چکنوں کی سی ہوتی ہے ۔ یہودیوں کا ایک اور گروہ ہے ۔ جو نئی دنیا سے آ کر آباد ہوا ہے ۔ یہ لوگ پہلی قسم کے یہودیوں کی بہ نسبت زیادہ چست و چالاک اور تفریح پسند طبیعت کے ہیں ۔ اُن کی پوشاک بڑا اے زمانہ کے فیشن سے ملتی جلتی ہے ان کے علاوہ اور قسم کے یہودی بھی ہیں جو امریکن فیشن رکھتے اور زیادہ وضعدار ہیں اور وسط درجہ کے امریکن لباس زیب تن کرتے ہیں ۔ یہاں جو امریکن قنصل رہتا ہے ۔ وہ ان یہودیوں کی زیادہ خبر پرداخت رکھتا ہے جنہوں نے امریکہ میں دولت حاصل کی ہے اور یہاں آباد ہونے کو چلے آئے ہیں ۔ امریکہ کا رتھشیلڈ خاندان زیادہ غریب یہودیوں کی مادی اور روحانی بہتری اور اصلاح میں بہت کچھ کر رہا ہے ۔ یہاں کے یہودی بڑے متعصب اور کٹر ہیں ۔ اور لندن جیوئش سوسائٹی ان کے درمیان بڑی عقل سے کام کرتی ہے ۔

یہ تین متواتر سبتوں کا شہر ہے

دنیا میں شاید ہی کوئی اور ایسا شہر ہوگا جہاں متواتر تین دن تک تین قسم کے متفرق سبت ایسے بڑے پیمانہ پر مانے جاتے ہونگے ۔ جیسا کہ یروشلیم

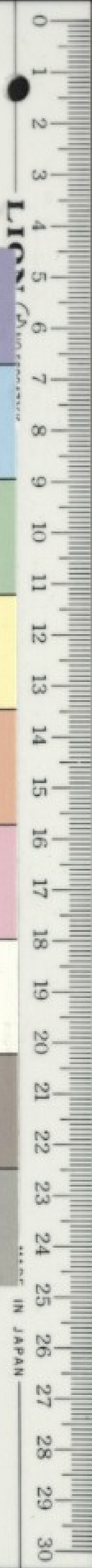
ہیں۔ پہلا سبت جمعہ کا دن ہے۔ جسکو مسلمان مانتے ہیں۔ دوپہر سے تیسرے پہر تک وہاں دوکانیں بند رہتی ہیں۔ اور اگر کوئی دوکان کھلی ہوئی بھی ہو تو وہاں اس روز سودا نہیں بیچتے۔ اس لئے جمعہ کے دن خرید و فروخت میں بڑی دقت واقع ہوتی ہے دوسرے دن سنیچر کے روز یہودیوں کا سبت ہوتا ہے۔ مسلمان اس روز معمولی طور پر محنت و مشقت کے تیار ہوتے ہیں۔ مگر ان کے یہودی بیوپاریوں کی دوکان بند ہوتی ہے۔ اس لئے خرید و فروخت میں کچھ دقت پڑتی ہے۔ اور اتوار کو مسیحیوں کا سبت ہوتا ہے۔ اس لئے تمام دن ان کو سیر کے لئے چھوڑ دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ اسی دن شہر کی دکانیں کھلتی ہیں۔ پنجاب میں مسلمان جمعہ کو اور مسیحی اور عیسائی ہندو لوگ اتوار کو اپنا اپنا سبت مانتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر ہندو اور مسیحی اور مسلمان ان دنوں میں اپنی اپنی دوکانیں بند کر دیا کریں اور عام دن میں دس سے بارہ بجے تک رہا کریں اور ان دنوں میں سب اپنے اپنے طریقے کے مطابق سارا وقت عبادت اور تلاوت اور گانے بجانے میں صرف کیا کریں۔

شہر کا خاکہ شہر کے گرد اگرد فصیل ہے اور یوں دو حصوں میں شہر تقسیم ہوجاتا ہے۔ یعنی شہر کے اندر کا حصہ اور باہر کا حصہ۔ شہر کے اندر کے حصہ میں فصیل کے سات دروازے ہیں۔ جنوب مغربی گوشہ سے شروع کر کے جنوب کی جانب پہلا دروازہ صیہون دروازہ ہے۔ اور دوسرا گوبری دروازہ ہے۔ مشرق کیطرف ہیکل رقبہ کے حلقہ کے عین شمال کی جانب مقدس استیفان کا دروازہ ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قدیم روایت ہے کہ پہلا مسیحی شہید استفنس اس دروازہ کے عین باہر شہید ہوا تھا۔ شمال کی جانب تین دروازے ہیں یعنی ہیرودیس کا دروازہ۔ دمشقی دروازہ اور نیا دروازہ جو ۱۸۹۸ء میں اس وقت بنایا گیا تھا جبکہ موجودہ قیصر جرمن ولیم ثانی یروشلیم کا فاتحانہ اور دوستانہ طور پر معائنہ کرنے آیا تھا۔ مغرب میں صرف ایک دروازہ ہے۔ یعنی یافہ دروازہ۔ یہ دروازہ سب سے بڑا اور نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ریلوے سٹیشن سے بہت ہی نزدیک ہے۔ ان ساتوں دروازوں میں سے صرف دو دروازے بڑی آمد و رفت کے ہیں۔ دمشقی دروازہ پر ہی شتری فوجیں اور ساربان فراہم ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہاں سے نابلس کو سڑک جاتی ہے۔ جو پرانے عہدنامہ میں سکم کہلاتا ہے۔ یہاں ہی سے سڑک عین شمال کی جانب جاتی ہے اور اس سڑک میں خم بہت ہی کم ہیں۔ اور افرائیم کی وادیوں میں سے ہو کر نابلس پہنچتی ہے۔ جو عیبال اور گرزیم کے پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ شہر کے گلی کوچے بہت تنگ ہیں۔ پتھر جوڑ جوڑ کر ان کا فرش بنایا گیا ہے اور اکثر گلیوں میں راستے ایسے ڈھلوان اور ترچھے ہیں کہ ان پر گاڑیاں چل ہی نہیں سکتیں۔ یا اونچے پانچ پانچ چھ چھ انچ کی مانند سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں اور ڈھلوان چلی جاتی ہیں۔ اس لئے گاڑیوں یا گھوڑوں پر سے اتر کر پیدل چلنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں کوئی جائے تو گر پڑنے کا ڈر بہت ہوتا ہے۔ جب بارش ہو کر مطلع صاف ہو جاتا ہے تو یہ پتھر بڑے ہی پھسلنے ہو جاتے ہیں۔

یافہ دروازہ پر کا نظارہ یافہ دروازہ کے نزدیک

فصیلوں کے اندر یا باہر ساتھ ہی ساتھ بڑے ہوٹل اور دوکانیں واقع ہیں۔ نیز ترکی قلعہ بھی نزدیک ہے۔ جہاں اسوقت اتحادیوں کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ اگر گاڑی پر سوار ہو کر یافہ دروازہ میں داخل ہوں تو بائیں طرف دوکانوں کی ایک قطار اور ایک ہوٹل نظر آئیگا۔ اور دائیں سمت کو ایک خندق دکھائی دیگی۔ جس کے اوپر ایک چھوٹی سی دیوار بنی ہوئی ہے جس کے ساتھ سبزی فروش اپنی دوکانیں لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔ اس خندق کے پار ایک چھوٹا سا قلعہ ہے۔ جہاں ترکی حصاری سپاہی رہا کرتے تھے۔ دیوار پر اور خندق کی اس جانب اور سڑک کے کنارہ پر اس موسم میں بڑے بڑے پھل گوبھی اور مولیاں سجی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ جنکو زمیندار پاس کے رقبوں سے لاکر فروختگی کے لئے رکھ دیتے ہیں۔ یہاں ہی یافہ کی نارنگیاں بھی ملتی ہیں۔ جو نہایت عمدہ ہوتی ہیں۔ اور فلسطین میں ان سے اچھی نارنگیاں کہیں نہیں مل سکتیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ نارنگیاں فلوریڈا نارس یا کیلیفورنیا بیونیز سے اگر بڑھکر نہیں تو مساوی تو ضرور ہیں۔

یافہ دروازہ سے عین سیدھے اندر کو آگے چلکر ایک مقام ہے جس کو سرنگ کا ناکہ کہتے ہیں اس کی بناوٹ اس طرح پر ہے کہ لوہے کی ایک سلاخ قریب چھ فیٹ لمبی سڑک کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک بلند لوہے کی اور سلاخوں پر اس طرح سے لگی ہوئی ہے کہ سڑک کے عرض میں تین چار چھوٹے چھوٹے گذرگاہ بنجاتے ہیں اور اونٹ ان گذرگاہوں سے نہیں گذر سکتے۔



کلکتہ کے اخبار ایپیفینی کے شکوک کا ازالہ

تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ کلکتہ کے ایک انگریزی اخبار ایپیفینی میں کسی نامہ نگار نے سوامی سندر سنگھ جی کے اس بیان کی محض بے بنیاد طریق سے تردید میں کہا تھا کہ کیلاش میں کوئی ایسا مسیحی مہرشی نہیں ہے جیسا کہ سادھو سندر سنگھ نے کہا ہے۔ اور اس پر یہ الزام لگایا تھا کہ جب کوئی اس امر کی تحقیقات کے لئے جانے کو تیار ہوتا ہے تو سادھو سندر سنگھ اس کو ہمراہ نہیں لے جاتا۔ ہمارے سامنے بھی بعضوں نے یہ شکایت کی۔ مگر ہم نے وہی جواب دیا جو سوامی سندر سنگھ جی نے اخبار نورافشاں میں شائع کیا تھا۔ آپ نے گذشتہ سال کے ماہ جنوری میں ایک اشتہار دیا تھا کہ جو صاحب کیلاش جانا چاہتے ہیں وہ یکم اپریل تک ڈیرہ دون میں اُس کو مل سکتے ہیں۔ اس اشتہار پر صرف تین چار آدمی تیار ہو کر سوامی جی کے ہمراہ ہو لئے۔ مگر چالیس پچاس میل تک ادھر کی آب و ہوا کی ناموافقت کی وجہ سے بیمار ہو کر واپس چلے آئے جس سے ایپیفینی کا بیان غلط ثابت ہوتا ہے۔ سوامی سندر سنگھ کے مخالف حسد اور جلن کے سبب سے اُس پر ایسے ہی الزام اور بہتان لگانے سے نہیں ڈرتے اور ایسی پاکیزہ زندگی کے مقدس آدمی کے خلاف بولنے سے نہیں جھجکتے۔ ایسے لوگ خداوند کی خدمت کی راہ میں جو سوامی سندر سنگھ کر رہے ہیں چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانے والے ہیں۔ اور سوامی جی کو بیدل اور مایوس کرنے والے ہیں۔ مگر ہم بخوبی جانتے ہیں کہ سوامی جی ایسے نہیں ہیں کہ لوگوں کی ایسی خرافات سے متاثر ہو جائیں جبکہ ممکن نہیں کہ جو کچھ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا اور ہاتھوں سے چھوا ہے۔ اُن کی بابت اُن کے دل میں ذرا سا بھی شک پیدا ہو سکے۔ اور نہ اُس کی بابت وہ بولنے سے باز رہ سکیں۔ تم اُن کو اُن کے پھلوں ہی سے پہچانو گے۔ یہ خداوند کا معیار شناخت ہے۔ جو اُس نے مقرر کر دیا۔ کیا سندر سنگھ ایسا شخص جو ایسی بیقرضانہ دُنیا سے مستغنی۔ پاک اور خداوند کے لئے زندگی بسر کر رہا ہے اور جس نے اپنے آرام اور عزت اور دنیاوی خوشی کو مسیح کی خاطر کوڑا سمجھا ہوا ہے۔ ایسا جھوٹ بولے جیسا کہ اکثر اُس پر الزام لگایا جاتا ہے؟ اگر بفرض محال ایسا ہو تو معترضین بتائیں کہ ایسا کرنے سے سادھو سندر سنگھ کو کونسا دنیاوی یا روحانی فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔ ایسا کرنا تو صریح اُن کی موجودہ شان کے خلاف اور مضر ہوگا۔ پھر بھلا وہ بے فائدہ ایسا کر سکتے ہیں۔ یہ محال بلکہ ناممکن ہے۔

زندگی پرخار ہے۔ خدا کا فضل بسیار ہے

انسان کی زندگی اُس کی پیدائش سے لیکر موت تک کانٹوں بھری اور دکھوں سے لدی ہوئی ہے۔ اُن کانٹوں اور نشتروں میں سے ایک کانٹا اور نشتر جو چبھتی ہے بدی کی طرف انسان کا طبعی میلان۔ نیز طبیعت طبعی کمزوریاں۔ معائب بینی کا رجحان۔ سوء ظنی۔ بُرے لوگوں کی صحبت یا پڑوس۔ یہ تمام باتیں نباتاتی عالم کے کانٹوں وغیرہ کے مقابل میں اخلاقی عالم میں کانٹے اور خار ہیں جو انسان کو ہمیشہ چبھتے اور دکھ پہنچاتے رہتے ہیں۔ جن کا علاج آدمی کے دست قدرت سے باہر ہے۔ اور جب تک خارج سے کوئی اُن کے دفعیہ کا ذریعہ میں نہ آئے۔ تب تک اُن کا ذات انسانی سے جدا ہونا محال ہے۔ یہ تمام امور ذات انسانی سے اگرچہ خارج ہیں تو بھی اُن کا ذات معروض سے جدا ہونا محال ہے۔ لہٰذا یہ امور ذات انسانی لازم ہیں بہ اعتبار علت خارجیہ کے۔

لیکن جو باتیں انسان سے عمل میں لائی جانا محال وہ خدا کے سامنے ممکن بلکہ آسان ہیں لیکن جب خدا ہمارے اندر اپنا پرفضل کام کرنے لگتا ہے تو وہ ہماری اصل طبیعت یا خصلت کو برباد نہیں کر دیتا ہے وہ صرف ان عوارض کو دور کر دیتا ہے جو خارج سے ہماری طبیعت اور خصلت کو لاحق ہو گئی ہیں۔ جنگلی انگور یا ناشپاتی کے درخت اپنی جنگلی حالت میں خاردار ہوتے ہیں اور اُن کا پھل چھوٹا اور کسیلا یا ترش ہوتا ہے۔ مگر فن بیطاری کے ذریعہ سے اُس کے کانٹے وغیرہ دور ہو جاتے ہیں اور اُن کا پھل بڑا اور خوشبودار اور لذیذ ہو جاتا ہے۔ اسی ہماری خصلتیں اور طبیعتوں کے ناپسندیدہ اور ہولناک اور بدمزہ ہیں وہ خدا کے فضل سے پسندیدہ اور مرغوب اور خوبصورت بنجاتے ہیں۔ ورنہ اپنی سعی اور محنت اور تجاویز سے ہمارا خدا کے سامنے پسندیدہ اور مورد الطاف آلہی ہونا نہ صرف محال بلکہ ناممکن ہے۔

ایک عظیم الشان جنگی عطیہ

ایک سرکاری مراسلہ مظہر ہے کہ کپورتھلہ کے راجہ دلجیت سنگھ جو ریاست کشمیر کے چیف منسٹر ہیں ہز مجسٹی کی اپیل کے جواب میں جو انہوں نے ہندوستان سے کی ہے۔ اپنے تمام خاندان کی مخصوص خدمات گورنمنٹ کے پیش کر دی ہے اور ایسا ہی جو کچھ نکلا ہے وہ سب دیدیا ہے۔ اسی اثنا میں راجہ صاحب موصوف نے دس ہزار روپیہ جنگ کے متعلق جس کسی کام میں خرچ ہو سکے گورنمنٹ کو دیدیا ہے۔ یہ عطیہ گورنمنٹ پنجاب نے گورنمنٹ ہند کے حضور پیش کر دیا ہے۔ اور گورنمنٹ ہند نے انکی اس فیاضانہ اور عوام کو جوش دلانیوالی طبیعت

(ایڈیٹر نامہ نگار کی رائے کا ذمہ دار نہیں۔)

غنی بھارتی پرشنوتر

اٹھو غنی چلئے جہاں بست ناصری ناتھ
نور افشاں کے کنج میں ملیں کا وہی ناتھ

کیا ہی شہاونا سمئے ہے کہ نیچر نے اپنا ہر بچھونا بچھا رکھا ہے۔ ناپکار کے پکشی برکشوں پر کلولیں کر رہے ہیں۔ سنیاسی مشن کے لیڈران و ممبران اپنے پربھو کے گناں بادمیں مگن ہو رہے ہیں۔ یوگی راج اپنے سیوک بھگتوں کو یوگ ابھیاس میں اکثر بدھ رہے ہیں۔ اسی بیچ میں ایک بالک چلبلا ہے سے منشر سوامی نربھیانند بھارتی سے سنکھو آکے ساشٹانگ ڈنڈوت کر کے نویدن کرنے لگا کہ ہے دھرم رتنا! اس چیلوں کی بیج کا نام عبد الغنی ہے۔ ایک پرچہ پتر نور افشاں گوردیانہ کے آفس میں خوشنویس ہے۔ آج آپ کے دربار میں اوپستھت ہو کے جگت گورو ناصری ناتھ کے دھرم سمبندھی کچھ جاننے کی اچھا ہے۔ انوگرہ کر کے تھوڑے پرشنوں کے اُتر دے کے کرتارتھ کیجئے۔ بولو بیٹا۔

(۱) پرشن۔ ہے میرے سوامی جی! دو برس ہوتے آتے ہیں کہ نور افشاں میں "سنیاسی مشن" کے ناصری ناتھ کے دھرم سمبندھی بڑے بڑے آرٹیکل دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ کرپا کر کے سنکشیپ میں کچھ ورنن کیجئے۔

اوتر۔ ہے پریہ! ایشیا دیپ جگت کے دیپوں میں ایک ہی دیپ ہے کہ اس میں سچ دانند کے اوتار ہوئے اور کسی دیپ میں نہیں۔ یہی کارن ہے کہ یہ دیپ سب دیپوں میں پوتر اور پوجیہ ہے۔ اس کرمبولی دیپ کی پردھی الیشور نے دی ہے۔ اس دیپ کے لوگ مانتے چلے آئے ہیں کہ بھگوان نر روپ دھارن کر سکتے ہیں۔ آج آئمیس ساڑھے ستارہ ورش ہوتے ہیں کہ جودیا دیش میں جہاں جیودی براہمن لوگ بستے ہیں جیسے پوتر اور اُتم براہمن لوگ اس دیش میں ہوتے ہیں ایسے براہمن ہمارے بھارت ورش میں بہت کم ہیں۔ انہیں براہمنوں کے کل میں ادن پاربرہم نے اسیم کرپا کر کے اوتار لیا۔

(۲) پرشن۔ بابا جی چھما کیجئے۔ سرب شکتیمان کیا بنا نر روپ دھارن کئے جگت کا ترن تارن نہیں کر سکتے تھے؟

اوتر۔ ہے پریہ پتر! منو شنشر نے جس چولا میں ہو کے الیشور کی آگیا میں اُلنگھن کیں میں اسی چولا میں بنا اوتار لئے نیائی کرتا کے نیائی میں شبہ لگتا ہے اسی کارن اوپیشٹا ہوئی کہ بھگوان اوتار لے کے لوگوں کا ترن تارن کریں۔

(۳) پرشن۔ ہے میرے بڈھے بابا! اوتار کس کے گربھ سے ہوا اور کیا پیدی پر ایتی کی؟

اوتر۔ ایک کلیں براہمن کی کنواری کنیاں کے گربھ سے ایسے سمیں ہوا کہ منگل سماچار تیار ہے کہ کل سرشٹ کے جیو دھاری بھگور اندھکار اور مرتیو کی چھایا میں بیٹھے تھے۔ کہ یکایک ایک سُرگی دوت نے اس پوتر کنواری کنیاں کو آکے یہ منگل سماچار سنایا۔ کہ ہے سو بھاگیہ وتی استری میں آپ دھن ہیں آپ کے گربھ سے تر لوکی ناتھ اوتار دھارن کرینگے۔ اربھات ودت نیگی شکتی ہتر ہر اکا نام الیشور رکھنا۔ دھیان رہے کہ نر روپ سا دھارن کرنے کے ساتھ ہی الیشور شبد میں سے کُرڈوپ ہو گیا۔ پتر ہو کے دو شریر میں ہی الیشواپا دی پر ایت ہی چمتکار تھے کشتی۔

(۴) پرشن۔ ہے پتا! ڈھیٹھ کے پوچھتا ہوں کہ ہمارے دیش ہی کے نہیں پرنتو کل سنسار کے ودوان کہتے ہیں کہ الیشور کے کہیں پتر ہوتا ہے۔

اوتر۔ ہے پیارے گنوں! اسن جاری ودیا اور دیار رہا برا علم ناقص ہے ہم سائمیس۔ فلاسفی۔ ودیاک۔ اتیادی سے دھرم کی پریکشا کرتے ہیں تو سچ مچ اُس گورو یوپٹ کی بھانت ہیں۔ جو اپنی پریکشا الفابیٹیکل سیکھتے ہوئے ودیارتھی کے ہاتھوں دے۔ ودوان سے پوچھئے کہ ودیا کے دوارہ کیا سدھ کر سکتے ہیں؟ وہ کہیں جاؤ ودوان سے ودوان اپنے پتا سے پتر ہونے کا پرمان دے سکتا ہے؟ کیول یہی کہ لوگوں نے بتایا ہے کہ امر کے منوشنے کا تو پتر ہے۔ کوئی ساکشات (چشم دید) ساکشی نہیں۔

(۵) پرشن۔ بابا جی! اپنے نٹ کھٹ گنیا (غنی) کا ایک سندیہہ دور کیجئے۔ کہ منگل سماچار میں کیوں بار بار آیا ہے؟

اوتر۔ چھوکرا تو بھی کوئی گپت چر (ڈیٹکٹو) جان پڑتا ہے۔ سن بھئی! تو پنجاب پرانت میں بستا ہے۔ جہاں خالصہ پنتھ کے دس اوتار ہوئے جن کی پدوی گورو ہوتی چلی آئی۔ کیوں! کیول اسی لئے گورو کی اوپیشکتا اونیتہ ہے بیٹا میرے! دھیان سنئے۔ پتا کر پتر سے ادھک پریا کچھ نہیں۔ سو بھی اکلوتا پتر بھارت ورش میں کہاوت ہے۔ کہ سو روپیہ میں روپیہ نہیں ایک پتر میں پتر نہیں۔ بھگوان یہاں الیشور کی دیا سدھ ہوتی ہے۔ کہ اپنی بودھ شکتی الیشو سنسار کے ترن تارن

بک کسی ادھر پر بستا ہو کہ آرٹیکل ایک تر الیشو اور الیشور کے بھید کو سمجھاوینگے۔ (بھارتی)



ہیت چھپے ۔ اس سے ادھک جگت کو بھرم کرنے کا کوئی دِشٹانت نہیں ہو سکتا۔

(۶) پرشن ۔ باپ جی! الیشوجی ہم لوگوں کی بھانت بال اوستھا میں کھیلے رہے؟

اُتر ۔ سچ ہے! منگل سماچار ۔ جیوں یا ونش کی بھاشا یونانی میں بھی تیرہ برس سے پاٹھ کیا۔ پرنتو الیشو جی یسو کے کسی کھیل کا پتہ نہیں ملتا۔ بال اوستھا میں پربھو جی ۔ نارو پ دھارن کرکے نا پرکار سے کل سرشٹی کو درشن دے کے اُپدیش سنا یا بخشش کرکے ہمارے بھارت ورش میں ادھک سمئے تک رہے یہاں سے پرستھان کرکے اپنے پنچ دیش (رتات پالستین دیش کو پدھارے بارہ برس کی اوستھا میں اپنے مندر میں بڑے بڑے آچاریوں اور پنڈتوں کو اُپدیش دیا۔

جیسا آج کی ایک وودھ یہ دیکھی گئی کہ جب ماتا جی نے رسیا سے پوچھا ۔ تب ٹھیک اُتر دیکے سیدھے اپنی مُنیا کے سنگ ہو لئے ۔ آجکل کے بالکوں کی بھانت ہرگز نہیں چھانی۔

(۷) پرشن ۔ پتاجی آپ اسنسٹر میں بڑوں بڑوں کو اُپدیش دیتے ہیں ۔ الیشو جی کی لیلاؤں ۔ (معجزات) کا سار بتا دیجئے؟

اُتر ۔ تھے! تو تو ستوا اسمد کے پیچھے پڑا ہے ۔ تیری لیلا کا بھی پتہ نہیں ۔ دیکھ! **الیشوجی** جتنی لیلائیں کرتے رہے سب سے الیشور کی دیا اور شکتی پرگھٹ ہوتے رہے ۔ (اسی ودیا کا نام سنت اوجگ ہے) بیٹا جی! تم بھاگیہ شالی ہوکے ۔ **نور افشاں** جیسے پتر کے کاتب ہوکے ان برج بھی میں پربھو کی لیلائیں پرکاش ہوتی رہتی ہیں ۔ سو بھاگیہ سے **پاتا لیشور** (بزرگ پادری ای ۔ ایم ویری صاحب ایم ۔ اے ڈی ۔ ڈی) اور پر بامبر آتما اُپدیش ہو ۔ اڈیٹر نورافشاں کا ست سنگ تم کو کاشی بنا دیگا ۔ تب بھارتی نشتریک نیتروں (جسمانی آنکھوں) سے دیکھیگا۔

(۸) **پرشن** ۔ پتاجی ۔ تمہارے پاؤں پڑوں ۔ منگل سماچار کا سار کیا ہے؟

اُتر ۔ پرایشچت (کفارہ) اور مرتیجے ہونا ۔ (منا جیت من کرتا ہے کہ تیرے اپنے جگ کی آرسی لگا کے سب کچھ دکھا دوں) کیا؟ کیا جاتی تو گرہست ہے ۔ اور ہم جوگی ۔

(۹) پرشن ۔ بابو مسلمانوں کا کتھن ہے کہ الیشو جی بلیدان نہیں ہوئے ۔ ان کو الیشور نے جیتے لوک میں بلا لیا ۔ اور آپ کے بدلے دوشٹ آتما (شیطان) مارا گیا ۔ کیا ستیہ ہے؟

اُتر ۔ دیکھ آنکھوں کے تارے! جو کچھ مسلمان کہتے ہیں اُس سے پربھو جی کی مہما پرگھٹ ہوتی ہے ۔ نشچے آپ بیکنٹھ میں براجمان تھے ۔ جب الیشو جی بلیدان ہوئے پھر کیا تھا؟

دوشٹ آتما ۔ شیطان کا ماتھا کچلا گیا ۔ جو آدم الیشور اور آتما جو الیشور ہی کے سمئے سے جیتا چلا رہا تھا ۔ آج اُس کا ناش ہوا ۔ پربھو جی کا بلیدان کیسا ادبھت ہے ۔ الیشو جی بلیدان ہوں اور مرتیجے ہو کے بیکنٹھ میں پتا کی گود میں براجمان ہوں ۔ ادبھت چاچا جی! (شیطان) مارے جائیں (دُوندو رکو) اور ابدالآباد جہنم میں بمعہ اپنے لشکر اور رعیت کے مقفل کئے جائیں ۔ پوت میرے یہ بڑی گہری ودیا اتی بھید ہیں ۔ یہ انہیں پیکھر کے جاتے ہیں جو ہمارے دھیان کرتا ہے ٹھیک اتر بانی دکھاویں آپ پیر کبھی درشن کو آئیگا ۔ سے یہ بھید کی بات بتائی جائیگی اور ستیہ کر دکھایا جائیگا کہ منگل سماچار دینا سے جوڑا ہے ۔

(۱۰) **پرشن** ۔ میاں جی! آپکو بہت کشٹ دیا ۔ آپ کا بہو ملیہ سمئے نشٹ کیا ۔ اب کیول اتنا سمجھا دیجئے کہ اس بال بُدھی سنسار میں کون دھرم پر چلنے سے مُکتی پراپت ہو سکتی ہے؟

اُتر ۔ منہ سے! سن اونکار شبد ارتھ سماج سوامی مہرانند (محمد صاحب) نے واحد کا گیت الاپا دیو نے اوم شبد اُچارا ۔ نانک دیو نے اونکار کا راگ گایا ۔ سب نے ایک الیشور ایک سرشٹی سدھ کی ۔ پھر دھرم ایک سے ادھک کس بھانت ہو سکتے ہیں ۔ دھرم ایک مارگ انیک ۔ تیرے من کا ایک پھیر بہت دھرمی کی مالا (تعصب کا آئینہ) کچھ کرنے نہیں دیتا ۔ جنہیں میں لکھتے مرتے ہیں (اے معشوق حقیقی کیا ہم خود ہیں تیرے ہی ابرو کے جسے دیکھو وہ گھایل ہوا ہے ۔ ہر کوئی ہی دم مارتا ہے کہ میں ہی عاشق زار ہوں ۔ تیری خوبیوں کو الگ الگ لے کے اپنے مطلب پر ہر ایک نے ڈھالا ۔ اے گوپی **کرشن دھنی دھاری** تو نے خوب گورکھ دھندا پھیلایا کسی نے نہ سلجھایا ۔ ہاں تارک الدنیا درویشوں نے کچھ پتہ لگایا ۔ سو بھی جب تیرے من بھایا یعنی سچ مچ ترغیبی ہے ۔ انگلش میں سونے کی گنتی ہے ۔ سنسکرت میں گنتی ہے ۔

اے نور چشم! اس وقت تیرا بڑا بھاری اجوش محبت میں اُردو بولنے لگا) میاں بچہ جان! دیکھ تیرے دس پرشن بھی ٹھیک ہی ٹھیک تھے ۔ ہندوؤں کے دس اوتار ۔ سکھوں کے دس گورو ۔ بھارت ورش کے دس براہمن ۔ دسنامی سنیاسی ۔ اولڈ ٹیسٹامنٹ کی دس آگیائیں ۔

بیٹے دلارے! کبھی کبھی سنیاسی مشن کے آنند بھون (محفل خانہ عشق الٰہی) میں آیا کرو پھر دیکھو گے کہ ہماری مشن کے بالک ۔ ایسے گیانی ہوتے ہیں کہ جن سے پرتیک دھرم کی دھرم لیتک ہے ۔

المسیح ۔ المسیح دیرشٹ بتاہے۔ ہمارے مشن میں بجز اتو یہی ہے کہ ہم لوگ اپنے موکش داتا کو پرتیک پدارتھ کے سدھ کر دکھاتے ہیں۔ بچو! تم بھولے نہ ہو گے۔ تمہارے بیٹھتے کے ساتھ ہی ایک ہندی دوہا سنایا تھا (ارتھات)

آٹھو غنی چلئے جہاں بست ناصری ناتھ
نورافشاں کے کنج میں ملیں کلوری ناتھ۔

بیٹا جی! ناصرت نگر کا ارتھ ہر جوگی لوگ ناش مت کرتے ہیں جہاں سے اوناشی اوتار یعنی جسکا ناش نہیں ہر گھٹ بیوا (ارتھات) ناشری ناتھ کال کے سوامی (فاتح الملک الموت) پرتیک پوتر سروپ میں باس کرتے ہیں۔ اس سمئے پرتیک اپنے کو جانچے کہ کیا میرے یہاں پربھو بستے ہیں؟ نہیں تو بسائے للّو کنج کا ارتھ ہے استریٹ۔ کہاں کی نورافشاں کی پوتر گلی کہ ہم تم ایک ہو کے اسرغ پوش ابکے پوتر کلوری پربت پر چڑھینگے تو نشچے کلوری ناتھ سے ملیں گے۔

بچو! جا اٹل رہ! ہم لوگ جوگی ہیں۔ اپنے موکھیہ کار یہیں گمیں گے۔ جا بچ بچے۔

ستھہ میں نرسنگا پھونکا جارہا ہے۔ اور باسنا کا سمئے نکٹ ہے۔ ادھر ڈاک بھی بند ہونے کا کھٹکا ہے جانیری جدائی سے کلیجہ بیٹھا جاتا ہے۔ کیا! قدرت سے چارہ۔ اس فقیری نے کیا بن بچہ دل پارا پارا عنی بیٹا فقیری یہی ہے۔ ورنہ تیرا ا! تجھ سے آنکھ دوائی نہ کرتا۔

یہ عشق بُرا ہے اسے کوئی مت کرنا
اس میں ہے بنا موت کا مرنا۔
عشق لگ جاتا ہے خدا نظر آتا ہے
گھر بار سے چھوڑ فقیر ہو جاتا ہے۔

تمنا میں ہے۔ تیری دلجوئی کے لئے تھوڑے اردو کلمات ہم بھی بول گئے۔ جا اللہ حافظ ہے۔

آپ کا منتر۔ دیرجیویں سوامی۔
زیبا نند بھارتی۔ اچھا پورم

وفات حسرت آیات

مس ننا دختر نیک اختر مسٹر سندر سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر مشن سکول شادیوال ضلع گجرات

واقعہ ۲۱ اپریل ۱۹۱۸ء کو بروز سبت شام کے ساڑھے ۶ بجے جبکہ سب دنیا کی عبادت کا وقت تھا۔ مس ننا ۲۳ برس کی عمر میں عین عالم شباب میں اپنے آسمانی باپ کے پاس چلی گئی۔ کیا تعجب خیز معاملہ ہے کہ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۸ء کو مس صاحبہ نے اپنے باپ کے نام چٹھی لکھی کہ ہمارے امتحان میں صرف ایک پیپر باقی ہے وہ ۲۲ کو مکمل کر کے ۲۳ کو آپ کے پاس آرہی ہوں۔ اتفاق دیکھئے کہ دنیاوی باپ کو ۲۳ کا اشارہ دیا جو کہ آسمانی باپ کے لئے ۲۳ برس کا نکتہ تھا۔ چونکہ مس صاحبہ کی طبیعت دنیا کی طرف سے بالکل نافر ہو کر خدا باپ کی طرف لگی ہوئی تھی۔ اس لئے دنیاوی باپ کی پرواہ نہ کر کے آسمانی باپ کیطرف رجوع لائیں اور دنیاوی ماں باپ کے لئے داغ حسرت چھوڑ گئیں۔

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی
آخری اس سے ملاقات نہ ہونے پائی

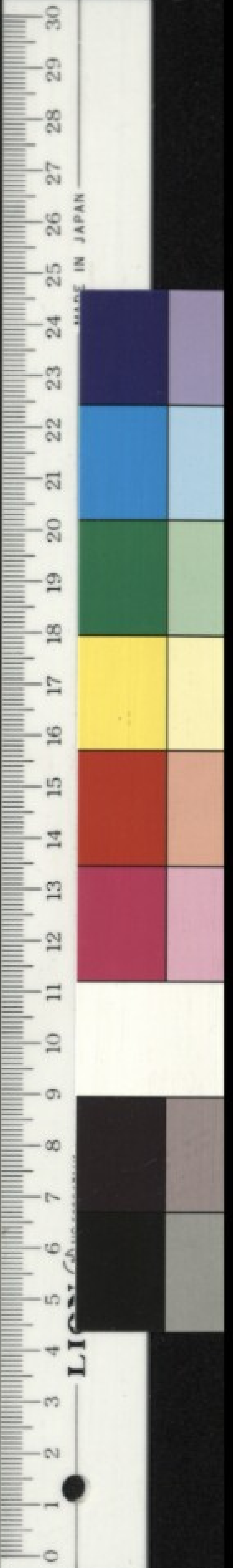
مس صاحبہ لاہور کینرڈ ہائی سکول میں تعلیم پاتی تھیں۔ ساتھ ہی اُن کی چھوٹی بہن مس مونا بھی اسی سکول میں پڑھا کرتی تھیں۔ دونوں نے انٹرنس پاس کیا مگر بعد میں مس تا اُسی سکول میں ٹریننگ کلاس میں داخل ہو گئیں اور مس مونا الیف اے میں شامل ہوئیں۔ مونا ۲۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو فسٹ ییر کا امتحان دیکر سکنڈ ییر میں شامل ہیں۔ اور مس ننا کا ٹرینڈ ٹیچر بننے کا امتحان ۲۲ اپریل کو ختم ہونیوالا تھا کہ یکایک یہ تیر ٹوٹا

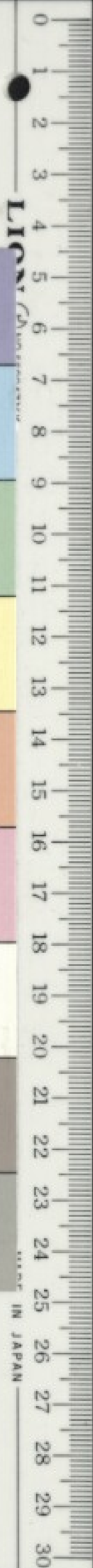
ہو گئی نازل بلائے آسمانی ہائے ہائے
آلگا دل پر یہ تیر آسمانی ہائے ہائے

۲۱ اپریل کو ہسپتال میں پہنچائی گئیں چھوٹی بہن مونا بچا نک تک وداع کرنے گئیں۔ آگے جانے کا حکم نہ تھا ناچار حسرت دل کے ساتھ یہ بہنوں کی جوڑی بچھڑی

صد افسوس یہ پیاری بہنوں کی جوڑی
قضا کے زبردست ہاتھوں نے توڑی۔

ماں باپ خوش تھے کہ ننا ٹرینڈ ہو کر آتی ہے۔ جس سکول میں جائے گی۔ زندگی میں ہزاروں لڑکیوں اور عورتوں کا سدھار ہوگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ٹرینڈ ہو کر اور ہر طرح سے سدھر کر آسمانی کالج میں چلی گئیں۔ جس طرح بے عیب بے لوث اور معصوم حالت میں پیدا ہوئی تھیں۔ اس سے کئی گنا زیادہ سنور ہو کر آسمان پر جا چکیں۔ اور یہاں ہمیں مس صاحبہ کی حسرت ناک وفات کا اس لئے ہمیشہ تک افسوس رہیگا کہ اگر وہ دیوی زندہ رہتی تو ہزاروں لاکھوں روحوں کو ہلاکت سے بچانے کا باعث ہوتی۔ اور دنیا کی بہت بڑے حصہ پر نور کی برکت برس جاتی ٹریننگ کالج میں داخل ہونے سے پہلے مس ننا نے شادیوال خالصہ گرل سکول والوں نے اپنے سکول میں اُستانی ہونے کی التجا کی۔ گو ان کی مرضی نہ تھی۔ مگر خالصہ کمیٹی نے اُن کے باپ سے بہت بڑی منت سماجت کر کے ان سے منظور کروا لیا جن لڑکیوں نے اُن سے تعلیم حاصل





کی ہے ان کی اور ان کی ماؤں کی ایسی حالت ہوگئی تھی گویا ان کی والی اور سرپرست کا سایہ اُن کے سروں سے اُٹھ گیا ہے۔ شاہ دیوال میں گھر گھر ماتم ہو رہا ہے۔ عورتیں زار قطار رو رہی ہیں افسوس کہ وہ ناشگفتہ غنچہ گلشن ہستی سے بن کھلے مرجھا گیا۔

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

قاعدہ ہے کہ جسقدر زیادہ قیمت کا نقصان ہوتا ہے۔ اسی قدر زیادہ اس کا افسوس اور غم بھی ہوتا ہے یہ نعمت غیر مترقبہ اور چمکتا دمکتا بیش بہا نگینہ ہم سے چھین لیا گیا ہے۔ انسانی جذبات کی کمزوریوں کے زیر ہو کر ہمارے آنسو نکلنے سے نہیں رک سکتے مس صاحبہ کی زندگی کے دھاگے میں ہماری ہزاروں امیدوں کے موتیوں کی لڑیاں پروئی گئی تھیں۔ حیف کہ وہ رشتہ یکایک ٹوٹ گیا۔ اور تمام موتی ایک دم میں ضائع ہو گئے۔

اے مس ننا!

خانہ تن تھا نہ سیل فنا کے سامنے
تھا چراغ زندگی تیرا ہوا کے سامنے

مس ننا ہمیشہ اپنے لواحقین اور دوستوں کو بشارتی مہم میں شامل ہونے کی التجا کیا کرتی تھیں ایسی دھرم کی دیوی کا اس طرح جلدی دنیا سے اُٹھ جانا ہمارے لئے بہت سی بدنصیبی کی علامت ہے اُنہوں نے آخری چٹھی اپنے ماں باپ کو لکھی ہے اور اُن کے انتقال کے بعد اُن کی چھوٹی بہن مس مونا نے جو چٹھی اپنے ماں باپ کو بطور تعزیت تحریر کی ہے وہ دونوں چٹھیاں دیکھنے کے قابل ہیں۔ کوئی بزرگ اور متاسف شخص بھی اس طرح کی تلقین نہیں کر سکتا چہ جائیکہ ایک ننھی سی چھوکری اور وہ بھی اپنی عزیز بہن کی وفات پر۔ بالخصوص مس اے سٹیفن انگلی آرستانی نے جو اوصاف ننا کے لکھے ہیں اور جو جو واقعات ننا کی نسبت اُن کے باپ پر جناب مس سٹیفن صاحبہ منیجر گرلز ہائی سکول کی معرفت ظاہر ہوئے ہیں اُن سب کا خلاصہ ذیل کے ابیات میں درج ہے۔

وہ ہر دلعزیز اور نیک اس قدر تھی
کہ اپنی غرض کی نہ کچھ بھی خبر تھی۔
سدا چاہتی دوسروں کی بھلائی
کہ فیاضی میں عمر اپنی بتائی۔
بڑی رحمدل نیک نیت تھی ننا
سکول اپنے کی ایک زینت تھی ننا
چمکتا ہوا گوہر نایاب تھی وہ
ستاروں کی مجلس میں مہتاب تھی وہ
سکھاتی تھی سب کو شادان و خندان
سب استانیاں ہو گئیں اس پہ قرباں
ہنسی اور خوشی باتیں بتلا رہی تھی
خوشی سے خدا کی طرف جا رہی تھی۔
نہ بیماری کا غم نہ مرنے کا ڈر تھا
نہ دل میں کسی طرح کا کچھ خطر تھا
نہ اس کی طبیعت پہ کچھ میل آیا
نہ چہرے پہ اس کے شکن کوئی پایا
نہ کلمہ شکایت کا آیا زباں پر
بڑے شکر سے وہ گئی آسماں پر

جس گھر میں ایسی دھرم کی پاک دیویاں آباد ہیں اس گھر پر خدا کی رحمت کیوں نہ نازل ہو۔ اور پھر ایسی دیوی کے گذر جانے سے گھر ماتم کدہ کیوں نہ بن جائے ہر لب سے آہ و فغاں کا اظہار ہو رہا ہے۔ جسے دیکھو اندر ہی اندر [illegible] ہے مصرع

جلتے ہیں ایسی آگ میں جس میں دھواں نہیں

رب خدا کی درگاہ میں یہی دعا ہے کہ اسے خداوند مرحومہ کو اپنے خاص تلے ہمیشہ کا سکھ اور چین عطا فرمائے اور ہم پسماندگان کے لئے صبر جمیل حاصل ہونے کے سبیل پیدا کیجئے۔ ذیل میں چند اشعار ہیں جو مس صاحب کی اخلاقی اصلیت کا فوٹو ہیں

کس طرح سے ہم ننا کے اوصاف بتائیں
گنتی میں جو آجائیں تو کچھ گن کے سنائیں
خوبئ مجسم تھی وہ حسنات کی دیوی
اخلاق کی پتلی تھی کمالات کی دیوی
وہ لاڈلی گھر کی تھی خداوند کی پیاری
ماں باپ کے گلشن میں پھولوں کی تھی کیاری
گو ظاہری صورت میں وہ اک رشک پری تھی
پر باطنی سیرت میں فرشتوں سے کھری تھی
حیرت ہے کہ اس طرح کی ہو اٹھتی جوانی
کوئی یوگی بھی بجز نفس کشی میں نہ ہو ثانی
مصروف دعا مانگنے میں رہتی وہ ہر آن
قدموں پہ مسیحا کے تھی ہر وقت وہ قرباں
وہ لاڈلی ماں باپ کی پہلی تھی کمائی
افسوس وہی عین جوانی میں گنوائی۔
تئیس برس پودے کو سینچا کئے ماں
پھل کھانیکا وقت آیا کہ ٹوٹی وہ بیخ
تیا سے کئی باندھی تھی امید کی لڑیاں۔
گن گن کے بسر ہوتی تھیں کیا خوشی کی گھڑیاں
افسوس یکایک ہوئی نازل کیا یہ آفت
اک دم میں پراگندہ ہوئی ساری وہ صحبت
محفل کی شمع باد حوادث سے ہوئی گل
اندھیر ہوا سب سامنے آنکھوں کے ہوا کل
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
رستے میں ہی لٹ جاتا ہے اسباب تجارت
مس ننا ہمیں دے گئیں اک غم کی نشانی
دنیا پہ فقط رہ گئی اب اُس کی کہانی۔

راقم۔ تیرہ قدر داہم غم۔ نائب مدرس مشن سکول شاہ دیوال

استفسار

ایک مرد و عورت کا غیر مسیحی ہونے کی حالت میں نکاح حسب شرع محمدی ہوا۔ بعد میں دونوں مسیحی ہو گئے۔ کیا پنجاب کی کلیسیں عملی طور پر ان کے مسیحی نکاح ہونے کو لازم سمجھتی ہیں؟ یا پہلا (محمدی) نکاح ان کے مسیحی ہو جانے پر بھی جائز تصور کرتی ہیں؟

(مسیحیوں کا کلیہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی میاں بی بی غیر مذاہب میں سے مسیحی ہوتے ہیں تو ان کا مسیحی طریق پر نکاح کبھی نہیں کیا جاتا۔ انکا سابق نکاح ہی جائز سمجھا جاتا ہے۔ کوئی نظیر اس کی ہندوستان میں موجود نہیں کہ کسی کا نکاح دوبارہ کیا جائے۔ بفرض محال اگر کوئی شخص کسی چرچ سے مسیحی ہونے کے وقت نکاح ثانی کرے تو اس کے پاس کوئی دلیل اپنے عمل کی نہیں۔ صرف یہ ہے کہ نکاح مسیحیت میں متشخصہ اور مسلم متصور ہیں۔ ایڈیٹر)

ضرورت ہے

ہم کو ایسے مڈل و انٹرنس پاس ماڈل کی ضرورت ہے جو کہ تار کا کام سیکھ کر محکمہ ریلوے وغیرہ میں ملازمت کرنا چاہیں۔ درخواست آدھ آنہ کے ٹکٹ کیساتھ آنی چاہئے۔

منیجر امپیریل ٹیلیگراف اسکول نئی سڑک دہلی۔

اشتہار

۲/۲

ایک نوجوان ایف۔ اے یا انٹرمیڈیٹ پاس شدہ مسیحی کی ضرورت پہلی جولائی ۱۹۱۸ء سے ہے۔ درخواستیں مع سندوں کے ہیڈ ماسٹر پی۔ این گھوش مشن ہائی سکول جونپور یو۔ پی کے پاس پندرہ جون سے پیشتر پہنچنی چاہئیں۔ تنخواہ حسب لیاقت مبلغ للعہ سے صہ تک ماہوار ہی۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودھیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام

فخر کا خانہ ۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی و دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن بورڈ نے اپنی تعلیم کو مکمل اور بنا ئیل غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۶ء سے حصہ زنانہ یعنی لڑکیوں کی جس کو غرض ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کر دیا ہے۔ اس سے بورڈنگ کا تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ خرچ خوراک ماہوار ہی فی طالب علم للعہ فیس جماعت اہلزوی فی طالب علم سے سرکاری شرح متفرقات قیمت کتب و سٹیشنری علاوہ ہے۔ مسلمانوں کے طالب علم بھی حصول تعلیم سمیع مشن سکولوں میں جا سکتے ہیں۔ سکول ہذا میں نجیر کا فرنیچر مثلاً میز کرسی وغیرہ مناسب قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جین رکشا کر وکر کریم وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں۔ بکر و کرو ان فی عہ سے صہ تک جن کتا ہاعہ سے ماسہ تک مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے۔ اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پر فضا و صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے حوض و صحن عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے مزدوں اور کانی کمرے ہیں۔ مزید برآں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور۔

باغ دل

ایڈیٹر مسز کیمب

چندہ سالانہ ہر ۱۲ نمبر یا زیادہ کا یاں ایک پتہ پر بھیجی جائیں تو ۱۲ ہوگا۔ فی کاپی ۳ پائی المشتہر سی ایم ویری ڈی ڈی لودیانہ

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی کتابیں ہر وقت مہیا رہتی ہیں جو اردو و پنجابی زبانوں میں ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب۔ بیبل سوسائٹی نارتھ انڈیا سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتی ہیں۔ فہرست کتب کیلئے درخواست بھیجو۔ منیجر پادری سی ایم ویری صاحب لودیانہ

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور ۱۵ تاریخ کو بزبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں مسیحی اینڈ یو کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں۔ چندہ سالانہ حسب تخفیف خریداران ۱۲ سے لیکر ۵ تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی مشنری ہاؤس الہ آباد سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک ۲

ہندوستان و پنجاب سے مع محصول ۳

غیر ممالک سے ۱۲/۴

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجاوے گی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا آٹھواں حصہ	۸	ے	[illegible]
چوتھائی کالم	ے	[illegible]	[illegible]
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائے گا۔

نوٹ:۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

پادری سی ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام ڈی ایل رابو چھپا۔